گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علمائِ اُمّت کا متفقہ فیصلہ۔

تحریر: فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک، شالپین، ضلع سوات

فروری ۲۰۱۷ء ، بمطابق جمادی الاول ۱۴۳۸ ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائِ اہلِ سنت وجماعت گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہ کیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ واجب القتل ہے یا نہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یَّلِیْقُ بِجَنَابِہِ الْاَعْلٰی۔ اَلَّذِیْ اَوْجَبَ عَلَیْنَا تَوْقِیْرَ الْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ بِقَوْلِہِ الْاَسْنٰی { وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً } وَقَالَ عَزَّوَ جَلَّ فِیْ آیَۃِ الْاُخْرٰی۔ { اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً } وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَوْلاً بَّلِیْغاً۔ { مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً } { سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْمِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً } وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ جَزَآئَ سَبِّہٖ وَشَتْمِہٖ قَتْلاً۔ بِدُوْنِ الْاِسْتِتَابَۃِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَصْلاً۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِ الْمُجْتَبٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ فَھَا أَنَا أَشْرَعُ فِی الْفَتْوٰی۔ مُتَوَکِّلاً عَلٰی رَبِّ الْمُرْتَضٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ وَمِنْہُ التَّوْفِیْقُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا بالاتفاق علمائِ اُمّت کے نزدیک کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔اس کی توبہ قبول نہیں۔بایں معنٰی کہ وہ قتل سے بچ جائے اور گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔اس کے متعلق کثیر دلائل موجود ہیں مگر ہم اختصار کے پیشِ نظر چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

قرآن پاک سے دلائل:

آیت ۱: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ } (التوبۃ: ۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت ۲: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً } (الاحزاب: ۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۳: مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً۔ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْمِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً }

(الاحزاب: ۶۱، ۶۲)

ترجمہ: پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں ، پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔اللہ تعالیٰ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے، اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبیؑ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی سے ارتداد لازم آتا ہے۔اور وہ شخص واجب القتل ہے۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرضِ عین ہے۔اور اس کے برخلاف و برعکس آپ ا کی شان میں گستاخی کرنے سے، خواہ صراحتًا ہو

یا اشارتاً، انسان کافر و مرتد ہوجاتا ہے۔چنانچہ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ نبوّت کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

آیت ۴: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ } (الحجرات: آیۃ ۱، پ۲۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ا سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بےشک اللہ سنتا جانتا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا کہ جو رسولِ پاک ا کی بے ادبی کرے گا اس کی تمام نیکیاں اور عبادتیں برباد اور اکارت ہو جائیں گی۔

آیت۵: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ } ﴿الحجرات:۲﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

قَالَ الْعَلَامَۃُ الشَّامِیُّ فَھٰذِہِ الْاٰیَاتُ تَدُلُّ عَلٰی کُفْرِہٖ وَقَتْلِہٖ۔

(مجموعہ رسائل ج ا ص-۳۱۶)

"یہ آیات مبارکہ گستاخِ رسول کے کفر اور قتل کے بارے میں ہیں۔" یعنی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قتل کئے جائیں۔

بیہقی الوقت علم الھدی مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الپانی پتی ص آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من اذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعن فی شخصہٖ اَو دینہٖ او نسبہٖ اَو صفۃٍ مِن صفاتہٖ اَو بوجہ من وجوہ الشّین فیہ صراحۃً اَو کنایۃً اَو تعریضًا اَو اشارۃً کفر ولعنہ اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّ لہ عذاب جھنّم۔ (مظہری ج۷ص۳۸۳، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ا کے ساتھ ایذاء دی وہ طعن آپ کی شخصیت میں ہو یا دین، نسب، کسی صفت میں یا برائیوں میں سے کسی برائی کے ساتھ صراحۃً ہو یا کنایہ سے یا اشارہ و تعریض سے ، تو وہ کافر ہو گیا اور اس پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے۔

گستاخِ رسول واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں: قاضی صاحب اسی مذکورہ آیت کے تحت نیز فرماتے ہیں کہ کیا گستاخِ رسول ا کی توبہ قبول ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: قال ابن ھمام کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فالسباب بالطریق الاولی ویقتل عندنا حدًا فلا تقبل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا ھٰذا مذھب اہل الکوفۃ ومالک و نقل عن ابی بکر الصدیق ص۔

ترجمہ: "شیخ ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو دلی طور پر رسول اللہ ا سے بغض رکھتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو گالی اور اہانت سے تو بطریق اولیٰ مرتد ہو جائے گا۔ہمارے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔اگر توبہ بھی کرے تو وہ توبہ کی وجہ سے قتل سے نہ بچ سکے گا، یہ اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہی ابو بکر صدیق ص سے منقول ہے۔"

(مظہری ج۷ ص۳۸۲، مکتبہ رشیدیہ)

حضور ا کو ثالث تسلیم نہ کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

جو شخص مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود نبی اکرم ا کو برضا رغبت ثالث نہ مانے قرآن مجید کو رو سے کافر ہے، چنانچہ ایک یہودی اور ایک بظاہر کلمہ گو ایک مقدمہ لے کر بارگاہِ نبوی ا میں حاضر ہوئے۔رسولِ اکرم ا نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا تو بظاہر کلمہ گو نے کہا یہ مجھے منظور نہیں، حضرت عمر ص کے پاس چلتے ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔لہٰذا دونوں حضرت عمر ص کے پاس آئے آپ نے آنے کی وجہ دریافت کی اس نے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر ص نے واقعہ سن کر فرمایا یہیں ٹھہرو اور خود اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے کہ تلوار ان کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی ، آپ ص نے آتے ہی اس شخص کا سر اڑا دیا جس نے حضور ا کا فیصلہ قبول نہیں کیا تھا۔تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (النساء:۶۵)

ترجمہ: "(اے پیارے) تیرے رب کی قسم کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپ ا کو اپنے تمام اختلافات میں اپنا حاکم تسلیم نہ کرلے پھر آپ ا کے فیصلہ پر دل میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کرے اور خوب اچھی طرح تسلیم نہ کرلے۔"

(تفسیر مظہری ج۲ ص۱۵۴، مکتبہ رشیدیہ)

"الصارم المسلول" میں ابن تیمیہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ا میں عرض کیا کہ سیدنا عمر فاروق ص نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا ہے تو آپ ا نے جواب دیا: "میں عمر (ص) کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کردے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرماکر تصدیق فرما دی کہ وہ واقعی مؤمن نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر ص کو اس کے قتل کے الزام سے بری کر دیا۔

اس آیتِ مبارکہ کے مذکورہ بالا شان نزول سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر ص کا اس کلمہ گو کو قتل کرنا اس بات کی گواہی دیتاہے کہ گستاخِ رسول ا واجب القتل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس آیت کو نازل فرمانے اور حضرت عمر ص کی تصدیق فرمانے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی رو سے بھی واجب القتل ہے۔آیئے قرآن پاک میں مذکورہ بالا آیت سے قبل کی چند آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

گستاخِ رسول ا کا قتل مباح ہے:اس واقعہ کے بعد اس مقتول کے ورثاء حضورِ اقدس ا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿ أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿ (النساء:۶۲،۶۳)

ترجمہ: "کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلا اس کا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب آپ کے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا۔ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو آپ ان سے چشم پوشی

فرمائیں اور انہیں سمجھا دیں اور ان کے معاملہ میں ان سے قولِ بلیغ کے ساتھ نصیحت فرمائیں۔"

اس آیت میں "فاعرض عنہم" کے الفاظ سے مفسرین نے یہی مراد لیا ہے کہ آپ ا ان کے مطالبہ قصاص کو مسترد کریں کیونکہ وہ شخص قتل کا ہی مستحق تھا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اسی جملہ کے تحت فرماتے ہیں: اَیْ عَنْ قَبُوْلِ اِعْتِذَارِهِمْ اَوْ عَنْ اِجَابَتِهِمْ فِیْ مُطَالَبَتِهٖ دَمُ الْمَقْتُوْلِ فَاِنَّ دَمُّهٗ هدرٌ۔ (مظہری ج ۲ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

ترجمہ: آپ ا ان کے عذر اور قصاص اور مطالبہ کو ہرگز قبول نہ کیجئے کیونکہ وہ شخص مباح الدم ہونے کی بناء پر قصاص لیئے جانے کے قابل ہی نہیں۔

چھٹی صدی کے امام مجتہد برہان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب محیط کا فتویٰ:

"وَفِیْ الْمُحِیْطِ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ اِهَانَهٗ اَوْ عَابَهٗ فِیْ اُمُوْرِ دِیْنِهٖ اَوْ فِیْ شَخْصِهٖ اَوْ فِیْ وَصْفِ ذَاتِهٖ سَوَاءٌ كَانَ الشَّاتِمُ مِنْ اُمَّتِهٖ اَوْ غَیْرِهَا سَوَاءٌ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اَوْ غَیْرِهٖ ذِمِّیًّا كَانَ اَوْ حَرْبِیًّا سَوَاءٌ كَانَ الشَّتْمُ اَوِ الْاِهَانَةُ اَوِ الْعَیْبُ صَادِرًا عَنْهُ عَمَدًا اَوْ سَهْوًا اَوْ غَفْلَةً اَوْ جِدًّا اَوْ هَزْلاً فَقَدْ كَفَرَ خُلُوْدًا بِحَیْثُ اِنْ تَابَ لَمْ یُقْبَلْ تَوْبَتُهٗ اَبَدًا لَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَحُكْمُهٗ فِی الشَّرِیْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عِنْدَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ اِجْمَاعًا وَعِنْدَ اَكْثَرِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ الْقَتْلُ قَطْعًا وَلَا یُدَاهِنُ السُّلْطَانُ وَنَائِبُهٗ فِیْ حُكْمِ قَتْلِهٖ"۔ (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر ج ۴ ص ۳۸۶، البرہان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ص:۴، سیف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ص:۳)

یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین (بے ادبی کی یا آپ کے امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہلِ کتاب (یہود ونصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطورِ سہو یا بطور غفلت یا کھری کلام میں یا مذاقیہ میں (بہر صورت) تحقیق وابدی اور دائمی کافر ہو گیا اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ عند اللہ قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی عند الناس قبول ہو گی۔ شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعًا اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقینًا قتل کرنا ہے۔ بادشاہ یا اس کا نائب اس کے حکم قتل میں دخل اندازی نہ کرے، یعنی سستی نہ کرے۔

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ توہین کی یہ سزا صرف کافر کے لئے نہیں، بلکہ اگر کوئی مسلمان بھی اس کا ارتکاب کرے تو وہ مرتد و ملعون ہے اور اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اگر کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گستاخ کو معاف فرمادیا تو ہم اس پر کسی صدر یا وزیرِ اعظم کو قیاس نہیں کر سکتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تھا، کسی اور کو یہ سزا معاف کرنے کی اجازت نہیں۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کبھی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ انہوں نے کسی گستاخ کو معاف کیا ہو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اَجْمَعَتْ اُمَّةٌ عَلٰی قَتْلِ مُتَنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَسَابِّهٖ۔

(شفا شریف، ج ۲، ص ۳۰۴ قسم رابع، نسیم الریاض، شرح شفاء لعلی القاری الصارم المسلول، ص ۳)

نیز امام قاضی عیاضؒ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ عَابَهُ اَوِ اَلْحَقَ بِهٖ نُقْصًا فِی نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْئٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَاْنِهٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُکْمُ فِیْهِ حُکْمُ السَّابِّ یُقْتَلُ۔۔۔ تَصْرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا وَکَذٰلِكَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ اَوْ تَمَنّٰی مَضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَیْهِ مَا یَلِیْقُ بِمَنْصَبِهٖ عَلٰی طَرِیْقِ الذَّمِّ اَوْ عَبَثَ فِی جِهَتِهِ الْعَزِیْزَةِ بِسَخْفٍ مِنَ الْکَلَامِ وَهَجْرٍ وَمُنْکَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَهٗ بِشَیْئٍ مِمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَآءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَیْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّةِ الْجَائِزَةِ عَلَیْهِ الْمَعْهُوْدَةِ لَدَیْهِ وَهٰذَا کُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَآءِ وَاَئِمَّةِ الْفَتْوٰی مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِم اِلٰی هَلُمَّ جَرًّا۔

ترجمہ: یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی ﷺ کو گالی دی، یا آپ کو عیب لگایا (عیب نکالنا سب سے عام ہے، بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور ﷺ کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ گالی نہیں) یا آپ ﷺ کی ذات میں یا آپ ﷺ کی صفات میں یا آپ ﷺ کے نسب میں یا آپ ﷺ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ ﷺ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سبّ آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ ﷺ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ ﷺ کی قدر و منزلت و شان میں تحقیر و تصغیر و کمی کی یا آپ ﷺ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی ساب کا حکم جاری ہو گا، وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔آپ ﷺ کی شان میں سب بکنا صراحتہً ہو یا اشارۃً (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ ﷺ پر لعنت کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ الف الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ پر بددعا کرے (معاذ اللہ العیاذ باللہ الف الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح و منکر و جھوٹے قول سے آپ ﷺ کی متعلقہ چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے، یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں، جیسے فقر اختیاری ہو اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا، وغیرہما) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ ﷺ کی تحقیر و تنقیص کرے۔اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر و قتل کے فتویٰ پر تمام علما مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے۔"

(شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۶-۷، طبع قدیم۔الصارم المسلول ص ۵۲۵، مطبوعہ بیروت)

نیز قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا نَعْلَمُ خِلَافًا فِی اِسْتِبَاحَةِ دَمِهٖ بَیْنَ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ وَسَلَفِ الْاُمَّةِ وَقَدْ ذَکَرَ غَیْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعُ عَلٰی قَتْلِهٖ وَتَکْفِیْرِهٖ۔ (شفا شریف، ج ۲ ص ۲۰۷)

"یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں۔اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل و تکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔"

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَفِیْ کِتَابِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَصْحَابُ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ وَغَیْرِهٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ مُسْلِمٍ اَوْ کَافِرٍ قُتِلَ وَلَمْ یُسْتَتَبْ۔

(الشفا، ج ۲، ص ۲۱۶)

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس مسلمان یا کافر نے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی نبی کو (نعوذباللہ) گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔

امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا: اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ (اَیْ عُلَمَآءُ الْاَمْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ (ق)) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُتَنَقِّصَ لَهٗ کَافِرٌ وَالْوَعِیْدُ جَآءَ عَلَیْهِ بِعَذَابِ اللّٰهِ لَهٗ وَحُکْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِیْ کُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ کَفَرَ (لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ)۔

ترجمہ: "سب علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کردو) اور جو اس (گستاخِ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا (کیونکہ کفر پہ رضا بھی کفر ہے)۔"

اسی طرح ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں: وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر وجلسوا عندہ بعد تکلمہ بالکفر کفروا۔یعنی محیط میں مذکور ہے کہ جب کوئی واعظ اپنے وعظ میں کلمہ کفریہ پر تکلم کرے اور لوگ پھر بھی اس کے ساتھ بیٹھے رہیں تو وہ لوگ بھی کافر ہو جائیں گے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۵)

حدیقیہ میں ہے: کما فی حدیقیہ والرضاء بکفر نفسہ فانہ کفر مطلقًا والرضاء بکفر غیرہ مطلقًا عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدرر و رضا بکفر نفسہ کفر بالاتفاق و اما الرضاء بکفر غیرہ فقد اختلفوا فیہ۔

(حدیقیہ ج ۱ ص ۴۴۹)

حضرت الشیخ الکل بیہقی الوقت عالم الھدی مولانا قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الفانی فتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں: وَفِی الْفَتَاوٰی مِنْ مَذْهَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ یُقْتَلُ وَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ سَوَاءٌ کَانَ مُؤْمِنًا اَوْ کَافِرًا وَبِهٰذَا یُظْهِرُ اَنَّهٗ یَنْتَقِضُ عَهْدُهٗ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا رَوٰی اَبُوْیُوْسُفَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ سَمِعْتُ رَاهِبًا سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ لَوْ سَمِعْتُهٗ لَقَتَلْتُهٗ اِنَّا لَمْ نُعْطِهِمُ الْعُهُوْدَ عَلٰی هٰذَا۔

ترجمہ: مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہیں کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو گالی دیتا تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا، ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد و امان نہیں عطا کی کہ وہ سب بکتے رہیں۔

(تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۴ ص ۳۸۱)

قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ قُتِلَ وَلَمْ یُسْتَتَبْ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ اَوْ شَتَمَهُ اَوْ عَابَهُ اَوْ تَنَقَّصَهُ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ کَالزِّنْدِیْقِ وَقَدْ فَرَضَ اللهُ تَوْقِیْرَهُ ﷺ ۔

ترجمہ: ابن القاسم امام مالکؒ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور ﷺ کو گالی بکی وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نا مقبول ہوگی۔ ابن قاسم نے فرمایا حضور ﷺ کو گالی دی، یا عیب لگایا، یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا، زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔"

امام اہلسنت اعلیٰحضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری ثم بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید الایمان مع حسام الحرمین ص۲۸ میں لکھتے ہیں: وَالْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ حَدًّا لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا (وَلَوْ سَبَّ اللهَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّهُ حَقُّ اللهِ تَعَالٰی وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزَالُ بِالتَّوْبَةِ) وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِهٖ وَکُفْرِهٖ کَفَرَ۔

یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہر گز ہرگز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلے حق عبد مقدس کا حق ہے، وہ توبہ سے زائل نہ ہوگا اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں: وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّ لَهُ الْقَتْلُ۔

ترجمہ: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کو (نعوذباللہ) گالی دی اس کی سزا قتل ہے۔

وَقَالَ الْخَطَابِیُّ: لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْتَلَفَ فِیْ وُجُوْبِ قَتْلِهٖ۔

ترجمہ: امام خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے شاتم رسول ﷺ کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

(شفا شریف ج۲ ص۲۰۸، الصارم المسلول ص۴، فتح القدیر ج۴ ص۴۰۷)

رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین المعروف بالشامی ، ج۳، ص۳۲۱، میں لکھا ہے : وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ لَا شَکَّ وَلَا شُبْهَةَ فِیْ کُفْرِ شَاتِمِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْ اِسْتِبَاحَةِ قَتْلِهٖ۔ وَهُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ۔

ترجمہ: اور خلاصہ یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم حنفی (اپنی کتاب الاشباہ والنظائر کتاب السیر، باب الردۃ ص۱۷۵ میں) فرماتے ہیں:

لَا تَصِحُّ رِدَّةُ السُّکْرَانِ اِلَّا الرِّدَّةَ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ وَلَا یُعْفٰی عَنْهُ کَذَا فِی الْبَزَّازِیَّةِ۔

ترجمہ: نشے والے کی ردّت صحیح نہیں مگر جو ردّت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے کے سبب سے واقع ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے در گزر نہیں کی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ ساب و شاتم رسول ﷺ کسی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا۔ عام مرتد اور شاتم رسول کے بارے میں لکھتے ہیں:

كُلُّ كَافِرٍ تَابَ فَتَوْبَتُهُ مَقْبُوْلَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا جَمَاعَةَ الْكَافِرِ بِسَبِّ نَبِيٍّ وَسَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَبِسَبِّ الشَّيْخَيْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا وَبِالسِّحْرِ وَلَوْ اِمْرَأَةً وَبِالزِّنْدَقَةِ اِذَا اُخِذَ قَبْلَ تَوْبَتِهٖ۔

ترجمہ: ہر کافر جس نے توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہے دنیا اور آخرت میں مگر ایک جماعت جو حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء (علیہم السلام) اور شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) یا دونوں میں سے ایک کو گالیاں دینے کے سبب کافر ہو گیا ہو یا جادو گر گو عورت ہو اور زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو توبہ کرنے سے پہلے پکڑے جائیں، تو قتل کئے جائیں۔

اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّيَّةُ فِيْ تَنْقِيْحِ فَتَاوىٰ حَامِدِيَّه بَابُ حُكْمِ الرَّوَافِضِ وَسَبِّ الشَّيْخَيْنِ میں لکھا ہے: اَمَّا سَبُّ الشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَاِنَّهٗ كَسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ الصَّدْرُ الشَّهِيْدُ مَنْ سَبَّ الشَّيْخَيْنِ اَوْ لَعَنَهُمَا يُكْفَرُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ وَاِسْلَامُهٗ۔ یعنی شیخین کو گالیاں دینا ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ کو گالیاں دینا ہے۔ صدر الشہید نے فرمایا: جس نے حضرات شیخین کو گالی دی یا ان پر لعنت کی وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی توبہ اور اسلام قبول نہیں کیا جائے گا۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے: كُلُّ مُسْلِمٍ اِرْتَدَّ فَتَوْبَتُهٗ مَقْبُوْلَةٌ اِلَّا الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ اَوِ الشَّيْخَيْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا۔ یعنی ہر وہ مسلمان جو مرتد ہوگیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

در مختار میں ہے: مَنْ سَبَّ الشَّيْخَيْنِ اَوْ طَعَنَ فِيْهِمَا كَفَرَ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ۔

ترجمہ: جس نے حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی یا ان پر طعن کیا تو وہ کافر ہے، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

وَكُلُّ مُسْلِمٍ اِرْتَدَّ فَاِنَّهٗ يُقْتَلُ اِنْ لَمْ يَتُبْ

ہر وہ مسلمان جو مرتد ہوا تو بے شک وہ قتل کیا جائے گا، اگر توبہ نہ کی۔

یہ عام مرتد کی سزا اور شرطِ توبہ کا بیان ہے اور پہلے بیان کر دیا کہ جو ارتداد نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دینے سے واقع ہو گا اس کی سزا، سزائے موت ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ص ۱۷۵)

وَاِذَا مَاتَ رِدَّتُهٗ لَمْ يُدْفَنْ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا اَهْلِ مِلَّةٍ وَّاِنَّمَا يُلْقٰى فِيْ حُفْرَةٍ كَالْكَلْبِ، وَالْمُرْتَدُّ اَقْبَحُ كُفْرًا مِنَ الْكَافِرِ الْاَصْلِيِّ، وَاِذَا شَهِدُوْا عَلٰى مُسْلِمٍ بِالرِّدَّةِ وَهُوَ مُنْكِرٌ لَا يَتَعَرَّضُ لَهٗ لَا لِتَكْذِيْبِ الشُّهُوْدِ الْعُدُوْلِ بَلْ لِاَنَّ اِنْكَارَهٗ تَوْبَةٌ وَّرُجُوْعٌ فَتَثْبُتُ الْاَحْكَامُ الَّتِيْ لِلْمُرْتَدِّ لَوْ تَابَ مِنْ حَبْطِ الْاَعْمَالِ وَبَيْنُوْنَةِ الزَّوْجَةِ وَقَوْلُهٗ لَا يَتَعَرَّضُ لَهٗ اِنَّمَا هُوَ فِيْ مُرْتَدٍّ تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ فِي الدُّنْيَا لَا الرِّدَّةُ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ اھ الْاَوْلٰى تَنْكِيْرُ النَّبِيِّ كَمَا عُبِّرَ بِهٖ فِيْمَا سَبَقَ اھ مُلَخَّصًا غَمْزُ الْعُيُوْنِ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۳۰۲)

ترجمہ: اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے، وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہانِ عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فلاں فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا انکاراس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے والہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا،اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جو رو نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی توبہ قبول نہیں۔ اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں مقبول ہے، نہ وہو مرتد جو نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوۃ والسلام، اولی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیسا کہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصاً غمز العیون۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق باب احکام المرتدین میں علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں: ردت کا حکم یہ ہے کہ مرتد یا تو توبہ کر لے یا پھر قتل کر دیا جائے اور کچھ مسائل ارتداد کے اس حکمِ ارتداد سے خارج ہیں۔

وَيُسْتَثْنٰى مِنْهُ مَسَائِلُ (اس حکم سے کچھ مسائل خارج ہیں):

۱۔ اَلْاُوْلٰى الرِّدَّةُ بِسَبِّهٖ ﷺ قَالَ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ كُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِقَلْبِهٖ كَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّابُّ بِطَرِيْقِ اَوْلٰى ثُمَّ يُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا فَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ فِيْ اِسْقَاطِهِ الْقَتْلَ قَالَ هٰذَا مَذْهَبُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَمَالِكٌ وَنُقِلَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: پہلا مسئلہ: وہ ردّت جو نبی ﷺ کو گالیاں دینے کے ذریعے ہو، فتح القدیر میں فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ پر دل سے غضب و غصہ کیا وہ مرتد ہوجاتا ہے۔ تو گالیاں دینے والا بدرجہ اولی مرتد ہے، پھر ہمارے نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا، اس کی توبہ اس کے قتل کو ساقط کرنے میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہی اہل کوفہ کا مذہب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہی مذہب منقول ہے۔

معلوم ہوا کہ شاتم رسول کی ایسی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی جس سے اس کی سزائے موت بطور حد کے ساقط ہوجائے۔

صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ اَنَّ الَّذِيْ يُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ هُوَ الْمُنَافِقُ۔

ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ جس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے وہ منافق ہے۔

۲۔ اَلرِّدَّةُ بِسَبِّ الشَّيْخَيْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

ترجمہ: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیا دینا بھی قتل کو واجب کر دیتا ہے۔

۳۔ لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِيْقِ فِيْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَهُوَ مَنْ لَّا يَتَدَيَّنُ بِدِيْنٍ

ترجمہ: تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی ظاہر مذہب میں اور زندیق وہ ہے جو کوئی دین نہ رکھتا ہو۔
فقہ حنفی کے معتبر فتاوے بزازیہ (مؤلفہ امام حافظ الدین محمد بن محمد شہاب المعروف بابن البزار الکروری الحنفی المتوفی ۸۲۷ھ)میں ہے:

اِلَّا اِذَا سَبَّ الرَّسُوْلَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَآئِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ یُقْتَلُ حَدًّا وَّلَا تَوْبَةَ لَهٗ اَصْلًا سَوَائٌ بَعْدَ الْقُدْرَۃِ عَلَیْهِ وَالشَّهَادَۃِ اَوْ جَآئَ تَائِبًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ کَالزِّنْدِیْقِ لِاَنَّهٗ حَدٌّ وُجِبَ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَةِ کَسَائِرِ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ وَکَحَدِّ الْقَذْفِ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ بِخِلَافِ مَا اِذَا سَبَّ اللهَ تَعَالٰی ثُمَّ تَابَ لِاَنَّهٗ حَقُّ اللهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: مگر جب مرتد نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں یا کسی ایک نبی کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے گالیاں دیں تو بے شک اس کو قتل کیا جائے گا بطور حد کے ، اس کی توبہ اصلاً نہیں ہے چاہے اس پر قدرت و شہادۃ موجود ہوتے ہوئے یا وہ اپنے آپ توبہ کر لے جیسے زندیق ہے اس لئے کہ یہ قتل کی سزا حد ہے جو واجب ہوچکی ہے تو یہ حد توبہ سے ساقط نہ ہوگی جیسے باقی تمام انسانی حقوق ہیں اور جیسے حد قذف توبہ کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی ہے بخلاف اس کے کہ جب اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے اور بعد میں توبہ کرلے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

احادیث مبارکہ سے علماء کرام نے یہ فیصلہ ثابت کردیا ہے کہ جس کسی نے نبی اکرم ﷺ کی اہانت کی اور تنقیص شان کی تو اس کی سزا، سزائے موت ہے اور یہ حکم قتل امتی کے لئے ثابت و قابل عمل رہے گا۔

رہا یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض گستاخوں کو معاف فرمایاتو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور صاحب حق کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنا حق معاف کر دے۔اب کو ن قابل معافی ہے اور کون نہیں ہے تو یہ امتیاز آپ ﷺ کو حاصل تھا آپ ﷺ کے بعد امت کے پاس اس امتیاز پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا گستاخی مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔یاد رہے کہ اگر اصلی کافر بھی نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دے، اہانت کرے گو کہ وہ عورت ہو تو اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے کہ یہ اہانت ہے جو ارتداد کا اعلیٰ فرد ہے۔

نَعَمْ قَدْ یُقْتَلُ الْکَافِرُ وَلَوِ امْرَأَۃً اِذَا اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ ﷺ۔یعنی کافر کو بھی قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہو جب وہ نبی ﷺ کو کھلے عام گالیاں دیں۔

(رد المحتار باب المرتد)

وَالْمُرْتَدُّ یُقْتَلُ لِاَنَّ کُفْرَهٗ اَغْلَظُ۔ یعنی اور مرتد کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ اس کا کفر زیادہ سخت ہے۔

(رد المحتار)

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اصل کافر سے اتنا زیادہ اسلام کو نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا زیادہ نقصان مرتد سے پہنچ سکتا ہے کیونکہ اسلام میں آکر پھر اسلام سے نکل کر زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کے ایمان کو کمزور بنانے کا باعث بنتا ہے اور اسلام دشمنی میں زیادہ دلیر ہوجاتا ہے لہٰذا ایسے مرتد کا قتل ضروری ہوجاتا ہے۔

فَظَاهِرُهٗ اَنَّهٗ یُقْتَلُ مُطْلَقًا وَهُوَ مُوَافِقٌ لِمَا اَفْتٰی بِهِ الْخَیْرُ الرَّمْلِیُّ وَالْحَقُّ اَنَّهٗ یُقْتَلُ عِنْدَنَا اِذَا اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

پس ظاہر کلام یہ ہے کہ شاتم رسول کو مطلقاً قتل کر دیا جائے اور یہ خیر الرملی کے فتوے کے موافق ہے اور حق یہ ہے کہ شاتم رسول کو ہمارے نزدیک قتل کیا جائے جب وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کھلے عام گالیاں دے۔

اور اگر عورت ایسا کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا، اس پر امام محمد نے سیر کبیر میں دلیل بیان کی ہے:

جَآئَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ سَمِعْتُ اِمْرَأَۃً مِنْ یَھُوْدٍ وَھِیَ تَشْتُمُكَ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّھَا لَمُحْسِنَۃٌ اِلَیَّ فَقَتَلْتُھَا فَاَھْدَرَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَھَا۔ (رد المختار، ج۳ص۳۰۶)

ترجمہ: ایک مرد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے ایک یہودی عورت کو سنا کہ وہ آپ ﷺ کو گالیاں دے رہی تھی، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میرے ہاں وہ اسی قابل تھی کہ میں نے اسے قتل کر دیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عورت کے خون کو رائیگاں فرمادیا۔

امام حجۃ الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ اللَّیْثُ فِی الْمُسْلِمِ یَسُبُّ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّہُ لَا یُنَاظَرُ وَلَا یُسْتَتَابُ وَیُقْتَلُ مَکَانَہُ وَکَذٰلِكَ الْیَھُوْدِیُّ وَالنَّصَارٰی۔

(احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۸۵)

ترجمہ: اور لیث نے فرمایا ایسے مسلمان کے بارے میں جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتا ہو کہ بے شک نہ اس سے مناظرہ کرے نہ مہلت دے اور نہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اور اسے اسی جگہ پر قتل کر دیا جائے۔اور ایسے ہی یہودی اور نصاریٰ شاتم کا بھی حکم ہے۔

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا بد ترین ارتداد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالیاں یا اذیتیں دی جائیں، جس کی سزا بطورِ حد صرف قتل ہے۔اور اس کی توبہ قابل قبول نہیں ہے۔اور یہ قتل کرنا دنیا میں عذابِ الٰہی ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ گستاخوں کو دیتا رہا ہے۔

احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص۱۰۶ پر منقول ہے:

وَلَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ مَنْ قَصَدَ النَّبِیَّ ﷺ بِذٰلِكَ فَھُوَ مِمَّنْ یَنْتَحِلُ الْاِسْلَامَ اَنَّہُ مُرْتَدٌّ یَسْتَحِقُّ الْقَتْلَ۔

ترجمہ: مسلمانوں کا آپس میں اس بات میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی اہانت وایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے، وہ مرتد مستحق قتل ہے۔

یعنی گستاخِ رسول ﷺ اگر اسلام کا دعویٰ کرتا ہے تو اس گستاخی سے مرتد ہوجاتا ہے اور مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔ اس کی سزائے موت میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ شاتم رسول ﷺ کی توبہ قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔اور اگر عام مرتد بھی توبہ نہ کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔عام مرتد ہو، یا شاتمِ رسول ﷺ خاص درجہ کا مرتد ہو، اس کا مستحق قتل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔البتہ بعض کے ہاں اتنی بات ہے کہ جو مرتد شاتم رسول ﷺ بھی ہو، اس کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اس میں جمہور کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ ایسے شاتم رسول ﷺ کے لئے عند اللہ توبہ قابل قبول ہوسکتی

ہے لیکن ایسی توبہ کہ جس سے حدِ قتل معاف اور ساقط ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ توبہ کرنے کے باوجود سزائے موت دی جائے گی۔ جیسے قتل، زنا، چوری، ڈکیتی وغیرہ جرائم سے توبہ کی جاسکتی ہے لیکن حد معاف نہیں ہوگی۔

قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجۃ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ زَوْجَتُہٗ"۔

(کتاب الخراج ص۱۸۲ للقاضی ابی یوسف۔ فَصْلٌ فِی حُکْمِ الْمُرْتَدِ، در المختار ج۳ ص۳۱۹)

یعنی جس مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

"اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ ﷺ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ"۔ (شفا شریف، فتاویٰ خیریہ، تمہید الایمان ص۲۸)

"وَالْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاِنَّہٗ یُقْتَلُ حَدًّا لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا (وَلَوْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّہٗ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزَالُ بِالتَّوْبَۃِ) وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ۔

(مجمع الانھار، رد المختار علی در مختار ج۳ ص۴۰۰، بزازیہ)

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول ہے اس لیے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس (نیک بندے) کا حق ہے توبہ سے بھی زائل نہ ہو گا اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "قُتِلَ فِیْ صُوْرَۃِ السَّبِّ وَاِنْ تَابَ" کے بارے میں فرماتے ہیں: لِاَنَّ الْحَدَّ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَۃِ فَھُوَ عَطْفُ تَفْسِیْرٍ وَاَفَادَ اَنَّہٗ حُکْمُ الدُّنْیَا اَمَّا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھِیَ مَقْبُوْلَۃٌ کَمَا فِی الْبَحْرِ۔

ترجمہ: اس لئے کہ حد توبہ کرنے کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی۔ اور اس کا یہ فائدہ ہوا کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ ہے البتہ آخرت میں اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قابل قبول ہے۔

"وَفِی الدُّرَرِ ۔۔۔۔ نَقْلًا عَنِ الْبَزَّازِیَّۃِ وَقَالَ اِبْنُ سِحْنُوْنِ الْمَالِکِیُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ کَافِرٌ وَحُکْمُہُ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ۔"

دُرر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون المالکی نے فرمایا کہ مسلمان کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

"اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ (اَیْ عُلَمَآءُ الْاَعْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ ۔ ق) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُتَنَقِّصُ لَہٗ کَافِرٌ اَلْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ وَحُکْمُہٗ عِنْدَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ کَفَرَ لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ"۔ (نسیم الریاض، شفا شریف، اکفار الملحدین لمولوی انور شاہ کشمیری: ص:۵۱، الصارم المسلول: ص:۴، ج:۲ ص:۲۰۸)

یعنی سب علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کرنے والا کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔(یعنی اس کو قتل کر دو) اور جو اس (گستاخِ نبی ﷺ) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

امام قاضی عیاض نے فرمایا:"قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ مَنْ دَعَا عَلٰى نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ بِالْوَيْلِ اَوْ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَكْرُوْهِ اَنَّهٗ يُقْتَلُ بِلَا اسْتِتَابَةٍ"۔

(الصارم المسلول ص۵۲۶، شفاء شریف ج۲ ص۲۰۹)

یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ جس نے انبیائِ کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی تو وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جائے گا۔

محرر مذہبِ ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، صاحب "مبسوط" نے فرمایا: "وَذُكِرَ فِي الْاَصْلِ (اَلْمَبْسُوْطِ) اَنَّ شَتْمَ النَّبِيِّ ﷺ كُفْرٌ۔"

یعنی نبی ﷺ کو گالی دینا کفر ہے۔

(شرح شفاء للقاری: ج:۴ ص:۳۲۸)

"قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ كُلُّ مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ اَوْ تَنَقَّصَهٗ مُسْلِمًا كَانَ اَوْ كَافِرًا فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ وَاَرٰى اَنْ يُقْتَلَ وَلَا يُسْتَتَابُ۔" (الصارم المسلول: ص:۵۲۵)

یعنی امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو۔

ہر کافر کی توبہ قبول ہے لیکن سیدِ عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں۔اور ہمارے علماء حنفیہ میں سے امامِ بزازی، امام محقق ابن ہمام، علامہ خسرو صاحب، علامہ زین ابن نجیم صاحبِ بحر الرائق اور اشباہ والنظائر ، علامہ عمر ابن نجیم صاحب نہر الفائق ، علامہ ابو عبداللہ محمد ابن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار ، علامہ خیرالدین ابن رملی صاحب فتاویٰ خیریہ، علامہ شیخ زادہ صاحب مجمع الانہر، علامہ محمد بن علی خصکفی صاحب در مختار، علامہ امام اہل سنت مجاہد اعظم مجدد شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری، ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ، وغیرھم نے بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

غزالیِ زمان علامہ سید احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کو ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء بسلسلۂ شریعت پٹیشن در توہینِ رسالت، ایک تحریری بیان پیش کیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا : "کتاب و سنت، اجماعِ امّت اور تصریحاتِ ائمہ دین کے مطابق توہینِ رسول ﷺ کی سزا صرف قتل ہے۔"

سب کفروں سے بڑھ کر کفر شتم و سب رسول ﷺ ہی ہے اور یہ شتم و سب رسول تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ ہوجاتا ہے لہٰذا اس کی سزا و عقوبت بھی بطورِ حد ہوگی، بطورِ تعزیر نہ ہوگی اور سب جرموں سے اہانت و سبّ رسول اللہ ﷺ بدترین

جرم ہے اور شتم رسول ﷺ عام کفر سے زائد جنایت وجرم ہے بلکہ یہ جرموں کا جرم ہے، اس کی سزا وعقوبت بھی بطورِ حد سب عقوبتوں سے بڑھ کر ہے لہٰذا اہانت رسول ﷺ کا مرتکب مباح الدم ہوتا ہے اور ایسے بدترین مجرم کے خون کو بہانے والا سب سے بڑا مجاہد ہوتا ہے اور گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنے کی نیکی سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے اور افضل الاعمال و افضل الجہاد گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنا ہے۔

(الصارم المسلول، از ابن تیمیہ، ص۲۹۱)

شاتم رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہی ہے ، نبی اکرم ﷺ کی توہین و تحقیر کرنے والے کی توبہ امت مسلمہ کے نزدیک قبول نہیں ہوگی، تنقیص و تحقیر کرنے والا شاتم رسول اللہ ﷺ اگر توبہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہوگا، خداوند کریم اس کی توبہ رد کرے یا قبول فرمائے لیکن سزا اسے ضرور دی جائے گی یعنی اسے قتل کرنا واجب اور ضروری ہوگا اور یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرے اور اگر اسلامی حکومت کسی وجہ سے یہ فرض ادا نہ کرسکے تو امت مسلمہ کو یہ حق حاصل رہے گا کہ وہ شاتم رسول کو قتل کردیں تاکہ اس عظیم فتنہ کو پھیلانے والوں سے اللہ کی زمین پاک ہوجائے اور اس فتنہ و فساد سے اہل دنیا کو محفوظ کرایا جاسکے۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔آمین بجاہ نبی کریم ﷺ۔

صاف و صریح گستاخانہ کلمات میں تاویل و ہیرا پھیری کرنا بھی کفر ہے

تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن میں صفحہ ۴۸ پر اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی

شفاء شریف میں ہے: ادعاوہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔یعنی "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا"۔شرح شفائے قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔" نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔"ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔" فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے: واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر یعنی "اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔" یہ تاویل نہ سنی جائی گے، فاحفظ۔"

علماء دیوبند کے شیخ کبیر مولوی انور شاہ کشمیری اپنی تصنیف "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۹۹ پر تحریر کرتے ہیں:

"علامہ موصوف "مقاصد" کی شرح میں "باب الکفر والایمان" کے ذیل میں ج۲ ص۲۶۸ تا ۲۷۰ پر اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں: "(اہلِ قبلہ کے بارے میں) مذکورہ بالا بحث کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو ضروریاتِ دین مثلاً (توحید، نبوّت، ختمِ نبوّت، وحی و الہام) حدوثِ عالم اور حشرِ جسمانی وغیرہ مجمع علیہ عقائد حقہ میں تو اہل حق کے ساتھ متفق ہوں، لیکن ان کے علاوہ اور نظری عقائد و اصول میں اہل حق کے مخالف ہوں، مثلاً صفاتِ الٰہیہ، خلقِ اعمال، ارادۂ الٰہی کا خیر و شر دونوں کے لئے عام ہونا، کلامِ الٰہی کا قدیم ہونا، رؤیتِ باری تعالیٰ کا ممکن ہونا، ان کے علاوہ وہ تمام نظری عقائد و مسائل جن میں حق یقینا ایک

ہے (اثبات یا نفی) ایسے مخالفینِ حق کے بارے میں بحث ہے کہ ان عقائد کا معتقد اور قائل ہونے (یا نہ ہونے) کی بنا پر کسی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر کہا جائے یا نہیں؟ ورنہ اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کہ وہ اہل قبلہ (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات و احکام کا پابند رہا ہو لیکن عالم کو قدیم (ازلی ابدی) مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ تعالیٰ کو جزئیات (ہر ہر چیز) کا عالم نہ مانتا ہو، وہ (قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود) بلاشک و شبہ کافر ہے، اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔(مثلاً حضورِ اکرم ا کی شان مبارکہ میں بے ادبی ،گستاخی ، اور عیب جوئی کرنا)۔

اور بعض علماء اور مفتی حضرات کبھی کبھار کفریہ الفاظ میں تاویلات کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کے بارے میں ”اکفار الملحدین“ میں مولوی انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

”کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی

اس لئے کہ طبرانی کی روایت میں اس حدیث میں ”کفرًا بواحا“ کے بجائے ”کفرًا صُراحا“ (”ص“ مضموم اور ”ر“ مفتوح کے ساتھ) آیا ہے (جس کے معنی ہیں صریح کفر)، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے ”فتح الباری“ شرح البخاری ج۱۳ ص۶ میں نقل کیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی۔(یہ حدیثِ مبارکہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر درج ہے)۔

اور صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں:

”ضروریاتِ دین سے کسی متواتر امر ”مسنون“ کے انکار سے بھی انسان کافر ہوجاتا ہے

ضروریاتِ دین اور متواترات کی اس تشریح و تحقیق کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً: ۱۔۔نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کے فرض ہونے کا اعتقاد بھی فرض ہے، اور نماز سیکھنا بھی فرض ہے اور نماز سے انکار یعنی اس کو نہ ماننا یا نہ جاننا کفر ہے۔

۲۔۔اور مسواک کرنا سنت ہے، مگر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد فرض ہے، اور اس کی سنیت کا انکار کفر ہے، لیکن اس پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنا سنت ہے، اور اس کے علم سے ناواقف رہنا حرمانِ ثواب کا باعث ہے، اور اس پر عمل نہ کرنا (رسول اللہ ا) کے عتاب یا (ترک سنت کے) عذاب کا موجب ہے۔(دیکھا آپ نے ایک سنت کی سنیت کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے)۔

کیوں کافر ہو جاتا ہے؟ کیونکہ سنت کی نسبت آپ ا کی طرف کی گئی ہے۔اور جب سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے تو آپ ا کی عیب جوئی یا گستاخی کرنے سے بطریق اولیٰ کافر ہوجاتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ازالۃ الخفا“ میں مزید وضاحت فرمائی ہے، صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں: ”تاویل کے قطعی طور پر باطل ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ تاویل قرآن کریم کی صریح آیت، یا حدیث مشہور، یا اجماع، یا قیاسِ جلی، (واضح قیاس) کے خلاف ہو۔“ (یعنی ہر وہ تاویل جو قرآن، حدیثِ مشہور، اجماعِ امت یا واضح قیاس کے مخالف ہو قطعًا نہیں مانی جائے گی)۔

اسی طرح صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

جو تاویل ضروریاتِ دین کے مخالف و منافی ہو، وہ کفر ہے:

"نیز کبھی انسان ایسے امور میں تاویل کرنے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے، جن میں تاویل کی مطلق گنجائش نہیں جیسے "قرامطہ" کی تاویلیں اور بعض تاویلوں سے ضروریاتِ دین کی مخالفت لازم آجاتی ہے، اور تاویل کرنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا (اور کافر ہوجاتے ہیں) یہ وہ مقام ہے جس میں انسان علم الٰہی اور احکام آخرت کے اعتبار سے کفر کے خطرہ سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتا، اگرچہ ہمیں علم نہ ہو۔"

"اسی طرح علماء امت کا اس پر بھی اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ کسی بھی قطعی امر مسموع (یعنی ایسا امر جس کا رسول اللہ ا سے مسموع ہونا یقینی ہو) کی مخالفت کفر اور اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔"

حضرت علامہ مفتی ابو المحسن محمد منظور احمد فیضی اپنی کتاب "مقام رسول" میں صفحہ ۶۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں: "ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔(شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹، ۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۲۷، بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۶ مصنفہ شیخ الحدیث رازیِ وقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنّۃ مثواہ، آمین۔

ھو مردود عند قواعد الشریعۃ۔"یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔"

(شرح شفا للقاری ج ۴ ص ۳۴۳)

لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔(نسیم الریاض للخفاجی الحنفی ج ۴ ص ۳۴۳)

"یعنی صاف (توہینی) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔"

والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔یعنی ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔" (خیالی صفحہ ۱۴۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ و عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ)

وھکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۲۸ھ۔ (الفتوحات المکیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔یعنی قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔

(اتحاف ج ۲ ص ۱۳ لوزیر یمانی)

التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل و یکفر المتاول فیھا۔یعنی ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

(اکفار الملحدین ص ۵۷ للکشمیری وھو منھم)

التاویل الفاسد کالکفر۔"فاسد تاویل کفر کی طرح ہے" (اکفار الملحدین ص ۶۱)

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔یعنی حکم کفر کا دارومدار ظواہر پر ہوتا ہے۔یہاں نہ نیت وارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔ (اکفار الملحدین ص ۷۳)

وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔یعنی علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔" (اکفار الملحدین ص١٧)(بحوالہ مقام رسول، ص ٦١٧،٦١٨)

مولوی انور شاہ کشمیری "اکفار الملحدین" میں صفحہ ٨٥ پر رقمطراز ہیں:

"غلط تاویل کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں:

غرض صاحب شریعت علیہ السلام نے تاویل باطل پر کبھی کسی کو معذور نہیں قرار دیا، چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے :

١- امیر سریہ (سپہ سالار فوج)عبد اللہ بن حذافہ ص کو اپنے فوجیوں کو آگ میں داخل ہونے کا حکم دینے پر فرمایا: اگر وہ لوگ (اپنے امیر کے کہنے پر) آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکلتے، اس لئے کہ امیر کی اطاعت تو صرف ازروئے شرع جائز امور میں کی جاتی ہے۔(اور جان بوجھ کر آگ میں کودنا خودکشی اور حرام ہے، اگرچہ امیر کے حکم سے کیوں نہ ہو، معلوم ہوا کہ دخول فی النار کے جواز کے لئے اطاعت امیر کی تاویل باطل ہے)۔

٢- ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا سر پھٹ گیا تھا اور اس کے باوجود لوگوں نے اس کو ناپاکی کا غسل کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور وہ غسل کرنے کی وجہ سے مر گیا تھا، فرمایا: "خدا ان کو ہلاک کرے، انہوں نے اس غریب کو مار ڈالا۔" دیکھئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان غلط فتویٰ دینے والوں کے فتوے اور تاویل کا مطلق اعتبار نہیں کیا اور اس کی موت کا ان کو ذمہ دار قرار فرمایا۔)

٣- اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت معاذ ص پر کس قدر غصہ اور ناراض ہوئے، صرف اس بات پر کہ وہ اپنی قوم کو نماز پڑھاتے وقت لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا: "افتّانٌ انت یا معاذ؟" "تم فتنہ میں ڈالتے ہو اے معاذ؟" (حالانکہ وہ آپ اکی ہی نقل اتارتے تھے، اور جو سورتیں آپ ا نماز میں پڑھتے تھے وہ بھی وہی پڑھتے تھے، مگر آپ انے ان کی اس تاویل کی طرف اصلاً التفات نہ کیا اور ان کے اس عمل کو فتنہ سے تشبیہ فرمایا)۔

اسی طرح نماز میں طویل قرأت کرنے کی وجہ سے ایک مرتبہ آپ ا ابیّ بن کعب ص پر بھی ناراض ہوئے (اور ان کا بھی کوئی عذر نہ سنا)۔

٤- اسی طرح ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ، حضرت خالد ص پر ان لوگوں کو قتل کردینے کی بنا پر سخت برہم ہوئے، جنہوں نے "اسلمنا اسلمانا" نہ کہہ سکنے کی وجہ سے "صَبَئْنا صَبَئْنا" کہہ کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا تھا، مگر حضرت خالد ص نہ سمجھے اور ان کو قتل کر دیا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خالد ص کی غلط فہمی پر ان کو معذور نہ قرار فرمایا)۔

اسی طرح حضرت اسامہ ص نے سفر جہاد میں ایک بکریاں چرانے والے چرواہے کے "کلمہ پڑھنے" کو ایک حیلہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ یہ اپنی جان و مال بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھ رہا ہے، مگر آپ ا ان پر بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا: "ہلّا شققت قلبہ" یعنی "تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟"۔

(غرض آپ انے خالد ص اور اسامہ ص کے اس بظاہر عذر اور جائز تاویل کا قطعًا لحاظ نہیں فرمایا)۔

۵- اسی طرح آپ ا اس شخص پر بے حد ناراض اور غصہ ہوئے جس نے مرض الموت کے وقت اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، حالانکہ وہی اس کی تمام پونجی اور سرمایہ تھا، اور آپ ا نے اس شخص کو ورثا کی حق تلفی کا مرتکب قرار دے دیا (اور اس کا کوئی عذر نہ سنا)۔

ان کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جن میں آپ ا نے "بے جا تاویل" اور "بے معنی عذر" کا قطعًا اعتبار نہیں کیا۔

تاویل کہاں معتبر ہے؟

فقہاء کی اصطلاح میں چونکہ یہ تاویلیں امر مجتہد فیہ (محل اجتہاد) میں نہ تھیں، اس لئے آپ ا نے ان کا اعتبار نہ فرمایا، اس کے برعکس ایسے امور میں آپ ا نے تاویل کو عذر قرار فرمایا اور تسلیم فرمایا ہے جو محلِ اجتہاد تھے، مثلاً:

١- جن صحابہ ث کو آپ ا نے حکم فرمایا تھا کہ: "عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھنا۔" اور انہوں نے عصر کی نماز راستہ میں صرف اس لئے نہ پڑھی اور قضا کر دی کہ آپ ا نے بنی قریظہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے (آپ ا نے ان لوگوں کو نمازِ عصر قضا کر دینے پر کچھ نہ کہا)۔

(صحیح بخاری ج٢ ص٥٩١)

٢- اسی طرح ایک موقع پر دو صحابی سفر کر رہے تھے، راستہ میں پانی نہ ملا، اس لئے انہوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، اس کے بعد پانی مل گیا، وقت باقی تھا، ایک نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی، دوسرے نے نہ پڑھی، جب آپ ا کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ ا نے ان دونوں میں سے کسی کو بھی سرزنش نہ فرمائی، صرف اس لئے کہ ان امور میں تاویل کی گنجائش تھی۔

خلاصہ: رسول اللہ ا کے اقوال و افعال اس باب میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور روشن لائحہ عمل ہونے چاہئیں، اور صرف انہی امور میں تاویل اور عذر کا اعتبار کرنا چاہئیے جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے، وہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کردے اس کو تو کوئی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی اس موضوع پر زیادہ تحقیق چاہتا ہے تو ہمارے اور بھی رسائل ہیں، "گستاخِ رسول ﷺ کا حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں"، "سیفِ احمد علی بر گردنِ دشمنِ نبی ﷺ "، "سیفِ احمد علی علیٰ عنق السابی"، "البرھان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی ﷺ "، ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔مذکورہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول ﷺ کا واجب القتل ہونے کا فتویٰ عام ہے۔کسے باشد کہ بادشاہ،وزیر،وزیراعظم ،حکمران،سیاستدان، زید، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دارالعلوم، کثرتِ طلباء وغیرہ ، جس سے بھی نبی ﷺ کی بے ادبی، گستاخی، تنقیص تقریرًا یا تحریرًا صادر ہو وہ کافر ہے، مرتد ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور واجب القتل ہے(قانون نافذکرنےوالوں اداروں پرلازم ہے کہ اسے قتل کردیں)۔

فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ ، اکوڑہ، خٹک

شاپین، ضلع سوات

فروری٢٠١٧ء ، بمطابق جمادی الاول ١٤٣٨ھ